

# چاروں کے دوست اور جلالا بادشاہ



WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY

RSPK.PAKSOCIETY.COM

FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSOCIETY

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

# چلو سیک ملو سیک اور جلا د بادشاہ

منظہر کلیم ایم اے



## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ ناول پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی بی بی ایف نائٹرز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت کی نہیں مختلف سائزوں میں ایلو ڈاٹنگ
- ✦ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر پوٹو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ مشہور مصنفین کی منتخب کی مکمل رینج
- ✦ پبلک سے موجود مواد کی چھانگ اور لائق پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ ہر کتاب کا رنگ پیشکش
- ✦ ای بک سٹوری ٹیکس رٹنا
- ✦ سہت پر کوئی بھی بک ڈی نہیں
- ✦ ایڈ فری ٹیکس، ٹیکس کو میسے کمانے کے لئے ٹریک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

وادیب ماعت بھی ہر کتاب فورٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے

✦ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک بک سے کتاب لگاؤ کریں

اپنے دوست اسباب کو ویب سائٹ کا ٹانگہ دیکر متعارف کرائیں

## WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan

Facebook fb.com/paksociety

Twitter @paksociety1

Instagram @paksociety1





پلو سک ملو سک اور ڈوبالو نے کئی روز تک  
ٹارزن کے مہان رہنے کے بعد آخر کار ایک روز  
وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا اور جب انہوں  
نے ٹارزن سے اس سلسلے میں بات کی تو  
پہلے تو ٹارزن نے انہیں کچھ اور دن روکنے  
کے لئے کہا مگر ان کے بے حد اصرار پر  
آخر کار اس نے انہیں جانے کی اجازت دیتے  
ہوئے کہا۔

”پلو سک ملو سک! مجھے بے حد خوشی ہے کہ  
تم لوگوں نے ظالموں کے خلاف کام کرنے کا  
عہد کیا ہوا ہے۔ مگر اب تم نے کہاں جانے

ناشران — اشرف قریشی  
یوسف قریشی  
ہریرٹر — محمد یونس  
مطالع — ندیم یونس ہرنر لاہور  
قیمت — ۲/۰ روپے



کا پیرزگرم بنایا ہے؟“  
 ”ٹارزن! ہیلی کاپٹر ہمارے پاس ہے۔ اور اس کی ٹنکی پٹرول سے بھری ہوئی ہے۔ ہم نے تو یہی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جہاں اس کا پٹرول ختم ہو گا وہیں اتر پڑیں گے۔ آگے کیا ہو گا یہ دیکھا جائے گا۔“ چلو سک نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا خدا حافظ۔“ ٹارزن نے انہیں لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تینوں قریب ہی ایک کھلی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ ٹارزن باہر کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا اور ٹارزن ہاتھ ہلا کر انہیں الوداع کہا رہا۔ جواب میں چلو سک ہلوسک اور ڈمبالو نے بھی ہاتھ ہلائے۔ اور پھر جوں جوں ہیلی کاپٹر بلندی کی طرف پرواز کرتا گیا ٹارزن چھوٹا ہوتا ہوا آخر کار نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ”چلو سک جو ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کے لئے انتہائی دلچپ کتاب پڑھیں“ چلو سک ٹارزن اور نولزاک لڑکی۔

سے جھانک کر ٹارزن کو دیکھ رہا تھا نے ایک طویل سانس لے کر سر اندر کر لیا۔ ”بہت بہادر اور عقلمند آدمی ہے یہ۔“ چلو سک نے چلو سک سے مخاطب ہو کر کہا جو ہیلی کاپٹر چلانے میں مصروف تھا۔

”ہاں۔ اب تک تو کہانیوں کی کتابوں میں ہی اس کے قصے پڑھتے رہے تھے مگر اب ملاقات ہونے پر معلوم ہوا ہے کہ ٹارزن تو ان قصوں سے کہیں زیادہ بہادر اور عقلمند ہے۔“ چلو سک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بار بار ٹارزن کو بہادر کہتے جا رہے ہو میرے متعلق کوئی بات ہی نہیں کرتے۔“ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ڈمبالو سے جب برداشت نہ ہو سکا تو آخر کار وہ بول ہی پڑا۔ اس کا لہجہ سیدھا جھنجھلیا ہوا تھا۔  
 ”تمہارے متعلق کیا بات کریں تم تو بہادر ترین آدمی ہو۔“ چلو سک نے مڑ کر ڈمبالو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ بات ہوئی ناں۔ مجھ سے زیادہ بہادر دنیا میں کون ہو سکتا ہے۔“ ڈمبالو نے بڑے فخریہ انداز میں سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

”مگر تم میں اور ٹارزن میں ایک فرق ہے۔ ٹارزن بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند بھی ہے جبکہ تمہارا عقل والا خانہ بالکل خالی ہے۔“ چلو سک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”ہو ہو ہو۔ تم بھی کیا باتیں کرتے ہو میرا تو خانہ ہی نہیں ہے۔ خالی کہاں ہو سکتا ہے۔“ ڈمبالو نے اپنے طور پر بڑی عقلمندانہ بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی تمہارے پاس تو سرے سے عقل کا خانہ ہی نہیں ہے۔“ چلو سک نے بے حاشا ہنستے ہوئے کہا۔

”چلو سک دیکھو کتنی خوبصورت پہاڑیاں ہیں۔ اچانک چلو سک نے چلو سک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چلو سک کے ساتھ ڈمبالو

بھی سب باتیں بھول کر نیچے دیکھنے لگا۔

”واہ واہ یہ تو سونے کی پہاڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ کیسے سوج کی روشنی میں چمک رہی ہیں۔“ چلو سک نے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

”سونے کی تو ظاہر ہے نہیں ہو سکتیں درز اب تک لوگ انہیں اکھاڑ کر لے جاتے۔ بہر حال بہت خوبصورت ہیں۔“ چلو سک نے جواب دیا۔

اور پھر ایسی کاپڑ ان پہاڑیوں پر سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پہاڑیوں کے دوسری طرف بہت وسیع سمندر تھا۔ جدھر تک نظر جاتی تھی نیلا پانی ہی پانی تھا، جس میں بڑی بڑی لہریں اُبھر اور ڈوب رہی تھیں۔

ان کا جیل کاپڑ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک چلو سک کی نظر سامنے لگے ہوئے بے شمار چھوٹے رنگ رنگ جلتے بجھتے بلوں کے درمیان ایک

یقینی موت سامنے تھی۔ اس کا رنگ یکدم زرد پڑ گیا۔

”کیا بات ہے چلو سک۔“ ٹوسک جو اُسے غور سے دیکھ رہا تھا، اس کی حالت دیکھ کر چونک پڑا۔

”انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور ہمیں ہیلی کاپٹر فوراً نیچے اتارنا ہو گا۔“ چلو سک نے گہرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر نیچے تو پانی ہی پانی ہے۔“ ٹوسک نے بھی گہرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں پانی میں اتار لو۔ مجھے پیاس بھی لگی ہوئی ہے۔ میں پانی بھی پی لوں گا۔“ ڈببالو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اس کی بات کا کیا جواب دیتے۔ خاموش رہے۔

اسی اشار میں ہیلی کاپٹر کو زور زور سے جھکے گئے شروع ہو گئے۔ اور اس کے انجن

کافی بڑے سرخ رنگ کے بلب پر پڑھی ہو اچانک ہی جل اٹھا تھا اور پھر اس کیساتھ ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

”یہ کیسی سیٹی ہے۔“ ٹوسک بھی آواز من کر چونک پڑا۔

”معلوم نہیں۔ یہ بلب اچانک جل اٹھا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سیٹی بکنے لگی ہے۔“ چلو سک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے کی طرف جھک کر بلب کو غور سے دیکھا۔ بلب کے نیچے کچھ لکھا ہوا تھا۔ جو بہت ہاریک تھا۔ چلو سک اور آگے جھک آیا۔

اور پھر جب اس نے وہ عبارت پڑھی تو اس کا سانس رکنے لگا۔ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور ہیلی کاپٹر جلد از جلد نیچے اتار لیا جائے۔ مگر ظاہر ہے وہ اس وقت ہیلی کاپٹر کہاں اتارتا۔ نیچے تو ہر طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی ہی پانی تھا۔ ظاہر ہے

سے عجیب سی آوازیں اُبھرنے لگیں۔ چلو سک کے لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو سمندر میں اتار دیتا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اگر ہیلی کاپٹر کو فوراً نہ اتارا گیا تو اس کا انجن فضا میں ہی پھٹ جائے گا اور پھر ہیلی کاپٹر کے ساتھ ان کے اپنے بھی پچھے اڑ جائیں گے۔ اس نے پھرتی سے انجن بند کر دیا اور ہیلی کاپٹر گولی کی سی رفتار سے نیچے سمندر کی طرف گرنے لگا۔

”یہ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو ہم ایک زور دار دھماکے سے پانی میں جا گریں گے اور ہیلی کاپٹر کے ساتھ تباہ ہو جائیں گے۔“ ٹوسک نے چیخ کر کہا۔

”میں سمجھتا ہوں تم فکر نہ کرو۔“ چلو سک نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر پانی کے قریب پہنچا اس نے ہٹن دبا کر انجن پالو کر دیا۔ انجن میں سے گرگڑاہٹ کی سی آوازیں تو مزور نکلیں مگر اس کا

یہ فائدہ ہوا کہ ہیلی کاپٹر جو انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گر رہا تھا ایک جھٹکے سے ٹک گیا۔ اور پھر اوپر کو اٹھنے لگا۔ مگر اسی لمحے چلو سک نے اس کا انجن دوبارہ بند کر دیا۔ اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر نیچے گرنے لگا۔ مگر جیسے ہی وہ پانی کی سطح کے بالکل قریب پہنچا۔ چلو سک نے ایکبار پھر اس کا انجن چلایا اور ہیلی کاپٹر جیسے ہی جھٹکے سے ٹکا اس نے انجن بند کر دیا اور پھر ہیلی کاپٹر یوں پانی پر ٹک گیا جیسے وہ زمین پر اترا ہو۔

”جلدی سے کھڑکیاں بند کرو ورنہ ہیلی کاپٹر ڈوب جائے گا۔“ چلو سک نے کہا اور ٹوسک اور ڈمبالو نے پھرتی سے کھڑکیاں بند کر دیں چلو سک نے بھی اپنی طرف کی کھڑکی بند کر دی تھی۔ اس طرح چونکہ پانی اندر داخل نہ ہو سکا تھا اس لئے آدھا ہیلی کاپٹر پانی میں ڈوب گیا اور باقی پانی سے اوپر کسی کشتی کی طرح تیرنے لگا۔ چلو سک نے

"تو پھر پینے والا پانی کہاں سے  
آئے گا؟" ڈمبالو نے حیران ہوتے ہوئے

پوچھا۔  
"دیکھو کہاں سے آتا ہے؟" چلو سک  
نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر خاموشی  
سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ارے! وہ دیکھو زمین کا کنارہ۔"  
ایٹاک ٹوسک بیچ پڑا۔ وہ دائیں طرف دیکھ  
رہا تھا اور پھر چلو سک اور ڈمبالو کی  
نفریں بھی اس طرف جم گئیں۔

"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ  
کو ہم پر رحم آ گیا ہے۔ یہی کاپڑ بھی  
تیرتا ہوا ادھر ہی جا رہا ہے۔ کاش وہاں  
کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔" چلو سک  
نے کہا۔

"مزور ہوں گی۔ ظاہر ہے جب وہاں آدمی  
رہتے ہوں گے تو چیزیں بھی ہوں گی اور  
وہاں یہی کاپڑ ٹھیک کرنے والے مہتری  
بھی ہوں گے۔ وہاں سے ہم یہی کاپڑ بھی

کھڑکی کے اوپر کا حصہ ذرا سا کھول دیا۔ اور  
اس کی دیکھا دیکھی ڈمبالو نے بھی پکھیل کھڑکیوں  
کا اوپر والا حصہ کھول دیا اور ٹوسک نے  
بھی۔ اس طرح تازہ ہوا آسانی سے اندر  
آنے جانے لگی۔ اور وہ سمندر میں تیرنے  
لگے۔

"اب کیا ہو گا ہم کب تک اس طرح  
جوکے پیرا سے سمندر میں تیرتے رہیں گے؟"  
ٹوسک نے گہرائے ہوتے لہجے میں چلو سک سے  
مطالبہ جو کر کہا۔

"خفی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تو  
ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔"  
چلو سک نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"اب میں پانی کیسے پیوں گا تم نے  
کھڑکیاں تو بند کر رکھی ہیں۔" ڈمبالو کو شاید  
پراس لگی ہوئی تھی۔

"سمندر کا پانی کھارا ہوتا ہے۔ یہ اگر آدمی  
پنی لے تو پاگل ہو جاتا ہے۔" چلو سک نے  
اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔



پتھروں کی بنی ہوئی سڑک کے دونوں  
 کناروں پر بے شمار مرد عورتیں، بڑھے اور  
 بچے کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے  
 خون سے زرد تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ  
 ابھی بادشاہ شاہی گھوڑے پر سوار یہاں سے  
 گزرے گا اور نہلتے کون کون اس کے  
 ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے۔

وہ سب جزیرہ قبائشا کے رہنے والے  
 تھے۔ یہ جزیرہ بہت بڑا تھا اور ہر قسم کے  
 پھلدار درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں میٹھے  
 پانی کے چشمے اور بڑے بڑے کھیت تھے

ٹیک کرا لیں گے۔" لوگ نے خوشی سے  
 اچھلتے ہوئے کہا اور چلوک اس کی اس  
 معصومیت پر بے اختیار مسکرا پڑا۔

کے مرنے کا تقاضا دیکھتا۔ ان کی دردناک  
چینیں سن کر خوب تہمتے لگاتا۔ جزیرے میں  
رہنے والا ہر آدمی اس سے بے انتہا  
خوفزدہ رہتا۔ اور سب اسے جلاو بادشاہ  
کہہ کر پکارتے۔ اس کا یہ نام اس کے  
نظم کے ساتھ ساتھ اس لئے بھی پڑ گیا تھا  
کہ بادشاہ نے خوشنوار اور ظالم وحشی جلاووں  
کی ایک بڑی فوج بنا رکھی تھی۔ بادشاہ  
جب بھی شاہی محل سے باہر نکلتا، جلاووں  
کی یہ فوج اس کے ہمراہ ہوتی تھی اور  
بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جزیرے کے تمام  
لوگ اس کے راستے میں کھڑے رہیں تاکہ  
اگر بادشاہ یا اس کے جلاووں کا دل کسی  
کو قتل کرنے کے لئے چاہے تو انہیں  
قتل کرنے میں آسانی رہے۔ بادشاہ ہفتے  
میں ایک دن ایک مخصوص میدان میں بیٹھ  
کر لوگوں کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال  
کر ان کے مرنے کا تقاضا دیکھا کرتا تھا۔  
اور ان بھوکے درندوں کے سامنے ڈالنے

جہاں خوب پیداوار ہوتی تھی اور وہاں کے  
رہنے والے بعد خوش و خرم رہتے تھے۔ ان  
کا بادشاہ بے حد انصاف کرنے والا، رحمدل  
اور سخی تھا۔ مگر ایک روز اچانک فوج  
کے سپہ سالار چھانٹا نے بادشاہ کے خلاف  
بناوت کر کے اسے قتل کر دیا اور خود  
اس کی جگہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے  
پہلے ہی روز اصل بادشاہ کے جتنے بھی  
حاشی تھے سب قتل کرا دیے اور کہنے  
والے کہتے ہیں کہ اس روز شاہی محل  
کا فرش خون سے بھر گیا تھا اور جگہ جگہ  
انسانی لاشیں یوں پڑی ہوئی تھیں، جیسے  
کھیاں مری پڑی ہوں۔ شاہی محل میں قتل  
عام کرنے کے بعد تھے بادشاہ نے پورے  
جزیرے میں سے چن چن کر پہلے بادشاہ  
کے حامیوں کو مروانا شروع کر دیا۔ اور  
اس طرح اس نے بے شمار لوگوں کو قتل  
کرا دیا۔ چھانٹا بے حد ظالم تھا۔ وہ لوگوں  
کو درندوں کے سامنے پھینک کر ان

گھوڑوں پر سوار محل سے باہر نکلا۔ یہ لوگ بہت تیزی پر سوار اور انتہائی مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ ان کی تیز نظریں سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے آدمیوں پر پڑ رہی تھیں۔ جیسے بھڑکا شیر ہرن کو دیکھتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک سفید گھوڑے پر سوار جلال بادشاہ بھی محل سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے بھی جلالوں کا ایک دستہ تھا۔ اور پھر یہ جلوس آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ بادشاہ جس کی طرف اشارہ کرتا، جلالوں کے بھالے تیزی سے حرکت میں آتے اور اس شخص کے جسم کے ٹکڑے اڑ جاتے اور وہاں خون اڑا گشت کے ٹکڑے بکھر جاتے۔ مگر کوئی بھی شخص اتنی جرات نہیں کر سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کے اس ظلم پر ذرا سا بھی احتجاج کرتا۔ سب سر جھکائے موت کے خوف سے کانپتے کھڑے رہ جاتے جہاں جہاں سے بادشاہ کی سواری گزرتی جا رہی تھی سڑک کے دونوں اطراف میں

کے لئے وہ جس کو چاہے پکڑ لیتا۔ سزینیک جلال بادشاہ کے ظلم سے کوئی آدمی نہ بچا ہوا تھا۔

ابھی لوگ سڑک کے کنارے کھڑے تھے کہ شاہی نقارہ بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے لوگ موت کے خوف سے کانپنے لگے۔ لیکن انہیں اپنی جگہ سے ہلنے کا بھی حکم نہ تھا۔ بادشاہ یا جلال جس کو بھی پیچھے ہٹنا محسوس کرتے فوراً قتل کر دیتے۔ اس لئے سب لوگ سڑک کے کنارے کھڑے کانپ رہے تھے مگر کسی میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاتا۔

بادشاہ کی سواری اب شاہی محل سے باہر آتے ہی والی تھی۔ آج بادشاہ نے لوگوں کو بھوکے درازوں کے سامنے ڈال کر ان کا تماشا دیکھنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جلالوں کا ایک دستہ ہاتھوں میں بڑے بڑے بھالے اٹھائے

جاتا تھا۔ اس لئے دروازے کھلتے ہی بھوک سے بللاتے ہوئے درندے خوفناک انداز میں دھاڑتے اور چنگھاڑتے ہوئے میدان میں نکل آئے اور پھر پاگلوں کی طرح میدان میں دوڑنے لگے۔

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے زور سے ایک بار پھر تالی بجائی اور پھر سیرٹھیوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلاو سپاہیوں نے اپنی مرضی سے دال بیٹھے ہوئے عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں کو اٹھا اٹھا کر میدان میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اور میدان ان گرنے والوں کی ہوناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ بھوکے درندے ان لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور چند ہی لمحوں میں ان سب کے جسموں کے ٹکڑے اڑنے لگے اور میدان میں ہر طرف خون ہی خون بکھر گیا۔

بادشاہ یہ منظر دیکھ کر خوشی سے قہقہے لگانے لگا۔ اس کے حکم کے مطابق میدان میں بیٹھے

خون ہی خون بکھرتا چلا جا رہا تھا۔ اس طرح خون کی ہولی کھیلتا اور لوگوں کو قتل کرتا ہوا جلاو بادشاہ اپنے جلاووں سمیت شہر کے وسط میں بنے ہوئے بڑے میدان میں پہنچ گیا۔ اس کا چونکہ حکم تھا کہ جہاں جہاں سے وہ گزر جائے وہاں کے لوگ جلوس کی صورت میں اس کے پیچھے چلتے رہتے میدان میں پہنچ جائیں۔ اور باقی جزیرے کا ہر آدمی بھی اس روز میدان میں موجود ہو۔ اس لئے جب بادشاہ اس میدان میں ایک اونچی جگہ پر بنی ہوئی اپنی نشست پر پہنچا تو پورے میدان کے پاروں طرف بنی ہوئی چکر دار سیرٹھیوں پر جزیرے کے تمام افراد مرد، عورتیں، بچے بوڑھے پہنچ چکے تھے۔ اور پھر بادشاہ کے تالی بجاتے ہی میدان کے کونوں میں موجود سپاہیوں نے ان جالی دار کوٹھڑیوں کے دروازے کھول دیئے جن میں خوفناک درندے موجود تھے۔ ان درندوں کو پورا ہفتہ بھوکا رکھا

ہیں۔ ماں باپ آج کے روز بادشاہ اور اس کے جلادوں کے خونیں بھالوں اور بھوکے درندوں کا شکار ہوئے تھے۔ مگر سوائے رونے کے وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

ہوئے سب افراد بھی مجبوراً اس کی پیرمٹی میں قہقہے لگانے لگے۔ جب بھوکے درندوں نے انسانوں کی پہلی کھپ کو کھا لیا تو بادشاہ کے اشارے پر سپاہیوں نے اور لوگوں کو زبردستی اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اور ایک بار پھر وہ خونیں کھیل شروع ہو گیا۔

کافی دیر بعد جبکہ سو ڈیڑھ سو آدمی ان بھوکے درندوں کا نوالہ بن گئے۔ تو بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ماتھ اٹھا کر کھیل ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور میدان میں موجود باقی لوگوں نے اپنی زندگی بچ جانے پر اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اب کم از کم ایک ہفتے تک وہ ان بھوکے درندوں سے محفوظ ہو چکے تھے۔ پھر بادشاہ اپنے جلادوں سمیت واپس شاہی محل میں چلا گیا اور لوگ سر جھکائے اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے لگے۔

گھروں میں پہنچ کر وہ سب لوگ وہاں سے بار بار گردونے لگے جن کے عزیز بھائی

گئے اور پھر چند قدم چل کر وہ سوکھی زمین پر پہنچ گئے۔ جزیرہ بے حد خوبصورت تھا۔ وہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا اور پھلدار درخت جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔

”واہ واہ۔ بڑا خوبصورت جزیرہ ہے۔ یہاں کے لوگ بھی بے حد نیک ہوں گے۔“ طوسک نے جزیرے کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے برتنے کہا۔

”ہاں واقعی ہونا تو ایسا ہی چاہیے۔“

طوسک نے بھی سر ہلا دیا۔ ادھر ڈمباو کو شاید بے حد پیاس لگی ہوئی تھی کیونکہ سال پر پہنچنے ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اُسے تھوڑی ہی دُور پانی کا چشمہ بہتا نظر آ گیا۔ اور وہ ان دونوں کو چھوڑ کر تیزی سے ادھر بھاگتا چلا گیا

تھوڑی دیر تک وہاں رکنے اور پھل کھا کر پانی پینے کے بعد وہ مینوں تازہ دم ہو گئے تو انہوں نے آگے بڑھنے کا پروگرام بنا لیا تاکہ جزیرے کی آبادی میں پہنچ

طوسک اور ڈمباو کا ہیلی کاپٹر نیرتا ہوا تھوڑی ہی دیر بعد جزیرے تک پہنچ گیا۔ اور ان تینوں نے کھڑکیاں کھول دیں۔ اور تیزی سے سمندر میں اتر کر تیرتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھتے چلے گئے

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔ مگر چونکہ کنارے کے پاس پانی کم گہرا تھا، اس لئے ہیلی کاپٹر جلد ہی سمندر کی سطحی ریت پر جم گیا اور شفاف پانی کی وجہ سے وہ باہر سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔

وہ تینوں تیرتے ہوئے کنارے پر آ

کیا نہیں وہ بھی تھوڑی جی بڑھ گئے ہوں گے  
 کہ ان کو ایک روز سا کئی مہینہ کی  
 درخت کے نیچے چھپا ہوا تھا انہیں دیکھتے تو  
 غرق ہر کہنے لگا۔ اس کے پیروں پر شہ  
 خون کے آثار تھے۔

وہ مجھے مت مارو۔ میرا کھڑا بیٹا شہ  
 پیدا ہے۔ اگر تم نے مجھے مار دیا تو وہ  
 بھی مر جائے گا۔ ہڑتے نے رستے پر سے  
 ان کے قدموں میں سر جھکا دیا۔ وہ چوہا جی  
 اچیل کر پیچھے بیٹے اور پھر انہوں نے جھٹ  
 کر ہڑتے کو اٹھایا۔  
 بابا۔ ہم تمہیں مارنے تو نہیں آتے۔ جو  
 تو مسافر ہیں۔ اس نے ہم سے یہاں غمگین  
 ہوتے ہوئے چوہا نے اسے سمجھانے میں  
 کہا۔

وہ۔ تم رضی مسافر ہو۔ اسے تم  
 اس چوہے سے جھگڑو۔ یہ تو موت  
 کا چوہا ہے۔ موت کا۔ چوہا جی اسے مارو۔

پیسے سے بھروسہ ہے میں کیا  
 موت کا چوہا۔ چوہا جی یہ چوہا تو  
 ہے کہ چوہا ہے۔ بہت پرہیزگار ہیں جن  
 موت کا کیا کام۔ چوہا جی اسے مارو  
 چھپنے پر چوہا جی اسے مارو۔ فریبوت ہے  
 میں نے اسے اسے چوہا ہے۔ شریف ہیں۔ کھانے  
 میں پر چوہا جی اسے مارو۔ اسے مارو۔  
 نے ہے نیتہ شہ جسے کہا۔  
 چوہا جی اسے مارو۔ یہ تو اسے مارو۔  
 انہوں نے چوہا جی اسے مارو۔  
 ہیں اسے مارو۔ چوہا جی اسے مارو۔  
 قدمے چھپنے کے سے ہڑتے سے  
 کہا۔  
 چوہا جی اسے مارو۔ اسے مارو۔  
 چوہا جی اسے مارو۔ اسے مارو۔  
 چوہا جی اسے مارو۔ اسے مارو۔  
 چوہا جی اسے مارو۔ اسے مارو۔



کے قتل اور چٹا کے بادشاہ بننے سے لیکر اس کے تمام ظلم کی کہانی پوری تفصیل سے سنا دی۔

"اوہ۔ اتنا ظالم آدمی۔ خدا کی پناہ یہ تو شیطان ہے شیطان۔ اسے زندہ رہنے اور لوگوں کو قتل کرنے کا حق کس نے دیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جزیرے پر بھیجا اسی لئے ہے کہ ہم لوگوں کو اس ظالم سے نجات دلاؤں۔ چلو سک نے کہا۔

"تم کیا کر سکتے ہو لڑکے۔ یہ ٹھیک ہے۔ تمہارا یہ ساتھی مجھے سب سے حد بہادر اور طاقتور لگتا ہے۔ لیکن بادشاہ کے پاس تو جلاوطن کی پوری فوج موجود ہے۔ وہ ایک منٹ میں تمہارا قیمہ بنا دیں گے۔ بوڑھے نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا۔ ظالم کا انجام بہت خراب ہوتا ہے اور ظالم کے خلاف جو بھی اٹھ کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی مدد

کرتا ہے۔" چلو سک نے جواب دیا۔ "تمہاری بات درست ہے بیٹا۔ میں پھر بھی بوڑھے نے کچھ کہنا چاہا۔

"بابا! تم ہمیں صحت یہ بتا دو کہ بادشاہ کا عمل کس طرف ہے۔ باقی ہم جانیں اور ہمارا کام ہے چلو سک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹا۔ اگر تم خود موت کے منہ میں جانا چاہتے ہو تو میں بھلا تمہیں کیسے روک سکتا ہوں۔ سیدھے چلے جاؤ۔ آگے جہاں چھوٹی سی پہاڑی آتی ہے وہاں سے بائیں طرف مڑ جانا۔ وہاں سے بستی شروع ہو جائے گی، اس بستی کے درمیان میں بادشاہ کا محل ہے اور وہاں ہر طرف بادشاہ کے جلاوطن پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ خود ہی تمہاری گرومیں بادشاہ کو پیش کر دیں گے۔" بوڑھے نے بڑے مایوس سے لہجے میں انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔



”اچھا، بابا دُعا کرنا۔ خدا حافظ“ چلو سک نے کہا۔ اور پھر وہ تینوں آگے بڑھتے چلے گئے۔

”اپنا پستول نکال لو چلو سک۔ کیا پتہ کس وقت جلاووں سے واسطہ پڑ جائے؟“ چلو سک نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے چلو سک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چلو سک نے بھی سر ہلاتے ہوئے پستول نکال لیا۔ وہ تینوں چلتے چلتے اس چھوٹی سی پہاڑی تک پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی وہ بائیں طرف مڑے۔ اچانک انہیں شور سا سنائی دیا۔ اور وہ ٹھٹھک کر رُک گئے۔ انہوں نے پہاڑی کی چوٹی سے چار طاقتور آدمیوں کو ہاتھوں میں بڑے بڑے کھارے اٹھائے وحشیانہ انداز میں اپنی طرف بھاگ کر آتے دیکھا۔

وہ کھارے لہراتے اور شور مچاتے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر پشت کی طرف سے بھی شور اٹھا اور دس بارہ

اسی طرح کے آدمی دہاں سے بھی بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔ ان سب کا انداز اتنا وحشیانہ تھا کہ چلو سک خوفزدہ ہو کر چلو سک کے پیچھے ہو گیا۔

”ڈرو مت۔ یہ بادشاہ کے جلاو ہیں۔ مجھے ان سے بات کرنے دو۔“ چلو سک نے چلو سک کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور سے چیخ کر کہا۔

”رُک جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔ ہم بادشاہ چھاٹو کے جہان ہیں“ چلو سک نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بادشاہ چھاٹو کا نام سُنتے ہی وہ سب یوں ٹھٹھک کر رُک گئے، جیسے چابی والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر اچانک رُک جاتا ہے۔ لیکن وہ ان تینوں کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ اب بستی کے لوگ بھی شور سن کر باہر نکل آئے تھے۔ اور وہ سب سہمے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے کھڑے تھے۔

قریب پہنچتے۔ ملوسک نے پستول کا ٹرگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے پستول سے شرح رنگ کی ایک شناع نکلی اور آنے والے جلاد جیسے ہی اس کی زد میں آئے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور قطار میں آنے والے جلادوں کے پرچھے اڑتے چلے گئے۔ باقی جلادوں پر چلوسک نے فائر کر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لمحے میں باقی جلاد بھی ہلاک ہو گئے۔

بستی کے لوگ جلادوں کو اس طرح مرتے اور خوفناک دھماکے سن کر خوف سے چیختے ہوئے اپنے گھروں میں گھتے چلے گئے۔ اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو مسکراتے ہوتے آگے بڑھنے لگے۔ اب پوری بستی میں شور مچ گیا تھا۔ ہر طرف جلاد بیچ بیچ کر ایک دوسرے کو ہوشیار کر رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ سب دُور دُور ہی سے شور مچا رہے تھے۔ وہ شاید

”کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو۔“ اچانک ان میں سے ایک لمبے قد اور دنیو جسم دلسے جلاد نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

”ہم آسمان سے آئے ہیں اور چھاؤ بادشاہ کو اس کے ظلم کی سزا دینے آئے ہیں۔“ اچانک ملوسک نے بیچھ کر کہا۔  
”اوہ ملوسک۔ تم نے یہ کیا کہہ دیا۔ اس طرح تو یہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ چلوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔  
”دیکھا جائے گا۔“ ملوسک نے کہا۔

”اوہ۔ تو تم ہمارے عظیم بادشاہ کے متعلق بڑے خیالات رکھتے ہو۔“ ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ جلاد ٹوٹ پڑو ان پر اور ان کی بوٹیاں اڑا دو۔“ اسی جلاد نے بڑے وحشیانہ انداز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک بار پھر کھانٹے لہراتے اور شور مچاتے ان تینوں کی طرف بڑھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ان کے

”ہم تمہارا قیمہ کر ڈالتے لیکن بادشاہ کا حکم ہے کہ تمہیں اس کے سامنے زندہ پیش کیا جائے۔ اس لئے مجبور ہیں“ ایک جلاد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ان تینوں کو گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے پستول وہیں پڑے رہ گئے۔ جلادوں نے ڈر کے مارے انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا۔

ان کے پستولوں سے خوفزدہ ہو گئے تھے جن سے نکلنے والی شامیں ان کے بدنچے اڑا دی تھیں۔

اور وہ تینوں بڑے اطمینان سے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔

لیکن ابھی وہ محل کے دروازے سے تھوڑی ہی دور تھے کہ اچانک ارد گرد کے درختوں سے ان پر جال آ پڑے۔ اور دوسرے لمحے وہ تینوں جال میں پھنس کر بڑی طرح پھڑپھڑانے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پستول بھی جھٹکا لگنے سے دور جا گئے۔ ڈمبالو نے نعرہ مار کر جال کی ریاں توڑنی شروع کر دیں۔ مگر دوسرے لمحے سینکڑوں کی تعداد میں جلاد ہاتھوں میں ریاں سنبھالے ان پر لڑتے پڑے۔ اور ان سب نے پلک جھپکنے میں ان ٹیڈوں کو مضبوط رسیوں سے ابھی طرح جکڑ دیا۔

اب چلو سک لو سک اور ڈمبالو بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اور انہیں یہ بھی پتہ نہ رہا کہ ڈمبالو کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کیا ہے۔

”لو سک تم بھی بعض اوقات بالکل احمقوں کی طرح بول پڑتے ہو۔ کیا ضرورت تھی انہیں ظالم کہنے کی؟“ چلو سک نے لو سک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھ سے غلطی ہو گئی بھائی جان۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ہمارے پاس پستول ہیں، اب ہمیں کون پکڑ سکتا ہے؟“ لو سک نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو لو سک کسی بات پر غرور کبھی نہیں کرنا چاہیے۔ غرور اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں اور غرور کرنے والے کو فوراً اس کے غرور کی سزا مل جاتی ہے۔“ چلو سک نے لو سک کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”غرور۔ کیا غرور۔“ لو سک نے چونکتے

چلو سک لو سک اور ڈمبالو کو قید کر کے شاہی محل میں لے جایا گیا اور پھر انہیں محل کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ڈمبالو چونکہ جسمانی طور پر بے حد طاقتور دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے اسے علیحدہ قید خانے میں اور چلو سک کو علیحدہ قید خانے میں پھینکا گیا۔ قید خانے میں پھینکنے کے بعد نيزوں کے ساتھ میں ان کے جسم پر بندھی ہوئی باقی رسیاں تو کھول دی گئیں البتہ ہاتھوں کو کمر پر بانڈ کر انہیں اچھی طرح جکڑ دیا گیا۔

پلنے کے لئے تیار ہیں۔ چلو سک نے کہا۔  
 "نہیں۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ تمہیں پکڑ  
 کر لایا جائے۔ اس لئے ہم حکم کی تعمیل  
 کریں گے۔" جلاووں نے کہا اور پھر وہ انہیں  
 بازوؤں سے پکڑے تقریباً گھسیٹتے ہوئے  
 بادشاہ کے دربار کی طرف لینے گئے۔  
 "ہمارا ساتھی ڈمبالو کہاں ہے؟" چلو سک نے

پوچھا۔

"ڈمبالو۔ اچھا تم اس دیو نما آدمی کے  
 مشفق پوچھ رہے ہو۔ اُسے بادشاہ نے  
 طلب نہیں فرمایا۔ اس لئے اُسے ابھی قید  
 میں رکھا گیا ہے۔" ایک جلاو نے جواب  
 دیا اور چلو سک نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔  
 اُسے یہ سن کر خوشی ہوئی تھی کہ ڈمبالو  
 زندہ ہے۔

عمومی دیر بعد جلاووں نے چلو سک چلو سک  
 کو ایک بڑے سے دروازے کے باہر  
 کھڑے ہوئے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔  
 اور سپاہی انہیں لے کر کمرے میں داخل

ہوئے پوچھا۔  
 "تم نے اپنے پستول پر غور کرتے  
 ہوئے انہیں لٹکارا۔ اب دیکھو تمہارے پاس  
 پستول بھی نہیں رہا۔ اور ہم ان کے  
 رجم و کرم پر بھی پڑے ہیں۔" چلو سک  
 نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی اس وقت میرے دل میں  
 غور آ گیا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور  
 توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی غور نہ کروں  
 گا۔" چلو سک نے بوسے خلوص سے توبہ  
 کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے  
 کہ چلو سک اس کی بات کا جواب دیتا  
 قید خانے کا دروازہ کھلا اور تین چار  
 جلاو نیزے سنبھالے اندر داخل ہوئے۔  
 "چلو۔ بادشاہ سلامت نے تمہیں یاد

فرمایا ہے۔" ان میں سے ایک نے کرحت  
 لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا  
 جبکہ دوسروں نے انہیں بازو سے پکڑ لیا۔  
 "ہمیں چھوڑ دو۔ ہم خود بادشاہ کے پاس

جو گئے۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا اور کمرے کے آخر میں بادشاہ ایک خوبصورت تخت پر سنہرے گاؤں کیلے سے پشت لگائے اٹھا بیٹھا تھا۔ یہ بادشاہ چھاڑو تھا۔ ظالم اور جلاو بادشاہ۔ اس کا چہرہ غصے سے سیاہ پر رہا تھا۔ آنکھوں میں وحشت کی سُرخی تھی اور اس کی بڑی بڑی مونچھیں خرگوش کی دم کی طرح مسلسل پھڑک رہی تھیں بادشاہ کے پاس ایک کونے میں ایک جلاو بھی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا کوڑا تھا۔ اس جلاو کا اوپر والا جسم ننگا تھا۔ اور پچھلے حصے پر اس نے صرف شوار پین رکھی تھی۔ اس کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ اور اس میں سے اس کی سفید سفید آنکھیں چمک رہی تھیں اس جلاو کا حلیہ اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔

”اوہ تو یہ چھوکے ہیں وہ جنہوں نے جلاو کی آگ سے ہمارے بے شمار جلاو مار ڈالے ہیں۔“ بادشاہ سلامت نے ان دونوں کو دیکھتے ہی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”جی ملن بادشاہ سلامت۔ یہ دو لڑکے ہیں جبکہ ان کا ایک دیو غا ساتھی اور بھی ہے۔ اسے قید خانے میں ڈالا ہوا ہے“ ایک سپاہی نے موڈبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے بد نصیب لڑکو۔ تم نے میرے جلاووں کو کیوں قتل کیا ہے؟“ بادشاہ نے اس بار براہ راست چلوںک ٹوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہارے جلاووں نے ہم پر حملہ کر دیا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو تمہارے جلاووں کو کہا تھا کہ ہم بادشاہ چھاڑو کے جہان ہیں“ چلوںک نے جواب دیا۔

”تم اور ہمارے جہان۔ ہرگز نہیں۔ تم

بادشاہ نے کڑکار لہجے میں جلاوے سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”بادشاہ سلامت“ جلاوے نے تیزی سے آگے بڑھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔  
 ”انہیں کوڑے مار مار کر ہلاک کر ڈالو۔ ان کی بوٹیاں اڑا دو“ بادشاہ نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔  
 ”جو حکم بادشاہ سلامت“ جلاوے نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے کوڑا بٹھالا اور خوفناک انداز میں نعرہ لگا کر کوڑے کو سر سے بلند کیا۔ چلوک چلوک دونوں سپہم گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوڑا ان کے جسموں سے ٹکراتا۔ اچانک قریب کی دیوار ایک دھماکے سے بلی اور پھر اس کی اینٹیں نیچے گرتی چلی گئیں۔ یہ دھماکہ اتنا زور دار تھا کہ جلاوے کوڑا مارنا جھول گیا۔ اور بادشاہ اور سپاہی بھی بڑی طرح مچھل پڑے۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ نمودار ہوا۔ اور سوراخ میں سے ڈمبالو کا مسکراتا ہوا چہرہ نمودار ہوا۔ اور پھر

ہمارے مہمان کیسے ہو سکتے ہو۔ اس کا مطلب ہے۔ تم نے جھوٹ بولا تھا۔“ بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہر باہر سے آنے والا بستی والوں کا مہمان ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں یہی اصول ہے“ چلوک نے جواب دیا۔

”اسے تم زمینیں اصول بتا رہے ہو۔ ہمیں ہم جو بادشاہ ہیں۔ ہماری زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہوتا ہے۔ اصول ہوتا ہے۔“ بادشاہ نے شیر کی طرح گرتے ہوئے کہا۔

”بادشاہ سلامت غرور اچھی چیز نہیں ہوتا۔ تم ایک فانی انسان ہو۔ تمہاری زندگی چند دنوں کی ہے۔ پھر تمہیں مرجانا ہے۔ اور مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے جو اس دنیا و آسمانوں کا اصل بادشاہ ہے۔ اس لئے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لوگوں پر ظلم نہ کرو۔ ان سے اچھا سلوک کرو۔“ چلوک نے بادشاہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ تم ہماری توہین کر رہے ہو۔ جلاوے“

ڈمبالوں نے ایک خوفناک نعرہ مارا۔ اور دوسرے لے  
 اس نے سوراخ میں سے ہاتھ ڈال کر نیچے کھڑے  
 ہوئے جلاد کی گردن پکڑی اور اسے یوں جھٹک کر  
 پھینک دیا جیسے مردہ چھپکلی کو پھینکا جاتا ہے۔ اس  
 نے گردن پھرتے وقت ذرا سا دباؤ ڈال دیا تھا۔  
 جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلاد بیچارہ پھول بھی نہ کر  
 سکا۔ اور ڈمبالو کے ہاتھ میں دب کر اس کی گردن  
 کی بڑی بھی ٹوٹ گئی۔ دوسرے لے ڈمبالو نے دھکا  
 دے کر مزید دیوار گرا دی۔  
 "انہیں گرفتار کر کے قید خانے میں پھینک دو۔  
 پکڑو انہیں۔" بادشاہ نے ڈمبالو کو دیوار گراتے  
 دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور تخت سے اٹھ کر  
 تیزی سے بھاگتا ہوا دوسرے دروازے سے باہر  
 نکل گیا۔  
 "بادشاہ کے چیختے ہی بہت سے دربان تلواریں  
 ہلاتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے  
 ڈمبالو دیوار گرا کر کمرے کے اندر پہنچ جانے میں  
 کامیاب ہو گیا۔ چلو سک ملوسک ہاتھ بندھے ہوئے  
 کی دہر سے بے بس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ کچھ  
 اور پھر وہ سب مل کر اُسے گھیسے ہوئے

کر سکتے تھے۔ ڈمبالو نے اندر آتے ہی فریادیں  
 پھاڑ پھاڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ اس کا ہاتھ  
 وہ بیچارہ گیند کی طرح اچھل کر دیوار  
 اور ہلاک یا بے ہوش ہو جاتا۔  
 "ٹھہرو۔ اگر تم نے مزید حرکت کی تو تمہارے  
 ماتھی کی گردن اڑا دوں گا" اچانک چلو سک ملوسک  
 کو لے کر آئے والے ایک سپاہی نے چیخ کر کہا  
 اس نے تلوار چلو سک کی گردن سے لگا دی تھی۔  
 اور ڈمبالو ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ یہ تو نہیں چاہتا  
 تھا کہ چلو سک ہلاک ہو جائے۔ اور اس کے رکتے  
 کا مسلح دربانوں نے اس پر مضبوط رستوں کے جال  
 پھینک کر اسے قید کر دیا۔ ڈمبالو نے رسیاں  
 توڑنے کی کوشش کی لیکن اس سپاہی نے چلو سک کو  
 قتل کرنے کی دھمکی دے کر اُسے رکنے پر مجبور کر  
 دیا۔ اور پھر ڈمبالو کو مضبوط رسیوں سے اچھی طرح بانڈھنے  
 اور بے بس کرنے کے بعد سپاہیوں نے اس کے  
 ہاتھوں اور پیروں کو نوبے کی مضبوط زنجیروں سے بانڈھ  
 دیا۔



نہ سے دروازے کے اندر دھکیں دیا۔ اور ڈمبانو کے حلق سے چیخ مچی نکلی جو گہرائی میں گم ہوئی جاتی گئی۔

پنوںک ٹوسک دونوں کو موت کے خوف سے پسینہ آ گیا۔ ڈمبانو کی گہرائی میں گم ہوئی ہوئی چیخ سن کر ہی ان کے حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے اور وہ سمجھ گئے کہ اب موت آ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دربان کی منت سماجت کرتے۔ اچانک دربانوں نے ان دونوں کو بھی کنوئیں میں دھکیں دیا۔ اور ان کے حلق سے مٹی بے اختیار چھینیں نکلی گئیں۔ اور انہیں ریلوں عسوی ہوا جیسے وہ زمین کی آخری تہہ میں گرتے جا رہے ہوں۔ چند لمحے تو انہیں گرنے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد ان کے دماغوں پر اندھرا چھانا پڑا گیا۔ وہ نیچے گرتے رہے بیہوش ہو چکے تھے۔

شاہی محل سے باہر لے جانے لگے۔ چلوک ٹوسک کو بھی باہر لے جایا گیا اور ابھی وہ شاہی محل کے بڑے دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک دربان بھاگتا ہوا آیا۔

”رک جاؤ۔ بادشاہ سلامت نے حکم دیا ہے کہ انہیں شاہی محل کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا جاتے۔“ دربان نے قریب آ کر چیخنے ہوئے کہا۔ اور دربانوں نے ان عینوں کو دائیں سمت گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ انہیں لے کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ ایک دربان نے آگے بڑھ کر جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ یہ ایک چوڑا سا کمرہ تھا۔ لیکن اس کمرے کا فرش نہ تھا۔ یہ دراصل ایک بہت گہرے اور اندھے کنوئیں کے اوپر ایک کمرہ بنا گیا تھا۔

”پھینک دو انہیں۔ نیچے پھینک دو۔“ آنے والے دربان نے کہا۔ اور دوسرے نے ڈمبانو کو

کھلا کرتے۔ شہزادے کا دوست ہونے کی وجہ سے  
بادشاہ بھی اس سے پیار کرتا تھا۔ اور اسے شاہی  
محل میں ہر جگہ آنے جانے کی مکمل آزادی تھی۔  
بھی وہ بھی تھی کہ زکورا آتو شان کے ساتھ سانسے  
محل میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔ اور شہزادہ آتو شان  
نے اسے محل کا ایک ایک پتہ دکھایا تھا۔ اور  
محل کے تہ خانے، خضیر راستے اور اندر سے کنوئیں  
سب زکورا نے دیکھ رکھے تھے۔

جب چھانا پہ سالار نے بادشاہ کے خلعات  
بغداد کی تو اس وقت آتو شان اور زکورا دونوں  
شاہی محل کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں کھیل  
رہے تھے۔ جہاں بادشاہ کے ایک جمدوسے آکر  
انہیں بادشاہ کے قتل ہونے کی اطلاع دی  
اور پھر اس نے شہزادہ آتو شان کو مشورہ دیا کہ  
وہ بھییں بدل کر فوراً محل سے نکل جائے اور  
کسی اور جزیرے میں جا کر وہاں کے بادشاہ سے  
مدد مانگ کر اس سپہ سالار پر حملہ کر دے۔  
زکورا نے بھی شہزادے کو یہی مشورہ دیا اور پھر اسی  
جمدوسے نے ایک تھین راستے سے ان دونوں کو

زکورا ویسے تو ایک لکڑی سے کاڑھا تھا  
اور خود بھی لکڑیاں کھاٹ کر اور بیچ کر گزارہ  
کرتا تھا۔ لیکن بے حد دلیر اور جرات مند نوجوان  
تھا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا۔ تو اس کا باپ شاہی  
محل کے باورچی خانے میں کڑھائیاں پہنچایا کرتا تھا  
اور جزیرے کے اصل بادشاہ نے اسے شاہی  
محل میں ہی رہنے کے لئے ایک مکان دیا جو  
تھا۔

اس لئے زکورا کا بچپن شاہی محل میں ہی گزرا  
تھا۔ اصل بادشاہ کا بیٹا آتو شان اس کا دوست  
بن گیا تھا۔ اور وہ دونوں شاہی محل میں اکٹھے

وہ ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر واپس اسی غریب آدمی کے گھر آیا۔ اور اس نے ایک لاش کے خون آلود کپڑے اٹا کر اس کو آٹو شان کے کپڑے پہنا دیئے۔ اور دوسری لاش کے خون آلود کپڑے اٹا کر اسے اپنے کپڑے پہنا دیئے اور پھر اس نے تلواریں لے کر دونوں لاشوں کے چہرے اس طرح بگاڑ دیئے کہ اب وہ شکلوں کی مدد سے پہچانے نہ جا سکتے تھے۔ صرف کپڑے دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ دونوں لاشیں شہزادہ آٹو شان اور زاگورا کی ہیں۔ اس کے بعد اس نے دونوں لاشوں کو لیجا کر ایک سڑک پر دوسری لاشوں کے ہمراہ ڈال دیا اور خود واپس آ گیا۔

اس کی ترکیب کامیاب رہی اور ان دونوں لاشوں کے ملتے ہی چھاڑ بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ شہزادہ آٹو شان اور اس کا دوست زاگورا دونوں ہلاک ہو چکے ہیں چنانچہ اس نے گھر گھر تلاشی لینے کا حکم واپس لے لیا۔

زاگورا اور آٹو شان کافی عرصے تک اس آدمی کے گھر میں پھنچے رہے۔ جب ان کی داڑھیاں اور

محل سے نکال دیا۔ لیکن یہ سالار چھاڑ جانتا تھا کہ بادشاہ کا بیٹا آٹو شان کسی بھی وقت اس کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے جزیسے کے پیادوں طرف سخت پہرہ لگوا دیا تھا۔ تاکہ آٹو شان جزیسے سے فرار نہ ہو سکے۔ اور آٹو شان اور زاگورا کو مجبوراً ایک غریب آدمی کے گھر میں پناہ لینا پڑی۔ لیکن جب چھاڑ بادشاہ نے شہزادہ آٹو شان کی تلاش کے لئے گھر گھر تلاشی لینا شروع کی تو وہ غریب آدمی طرح پریشان ہو گیا۔ شہزادہ بھی گھبرا گیا۔ لیکن عقلمند زاگورا نے انہیں تسلی دی اور پھر اس نے ایک اور چال چلی۔ اس نے آٹو شان کے کپڑے اترا کر علیحدہ رکھوائے اور پھر وہ چھپتا پھپھاتا شہر میں نکل آیا۔ یہاں چونکہ چھاڑ بادشاہ نے بے شمار افراد کو مرادیا تھا اس لئے ہر طرف لوگوں کی لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔

زاگورا نے وہ ایسی لاشیں منتخب کیں جن کے قد و قامت جسم اور رنگ شہزادہ آٹو شان اور اس کے اپنے جسم سے ملتے جلتے تھے اور پھر

گھر میں ہی رہنے لگا۔ وہ بالکل باہر نہ نکلتا تھا اور گھر میں ہی پڑا رہتا تھا۔ چونکہ یہ گھر بستی سے الگ تھلک تھا اور پھر زاگورا صبح کو جاتے وقت باہر سے دروازے پر تالا لگا دیتا تھا اس لئے کسی کو ٹھک نہ ہو سکا کہ اس گھر میں اور کوئی بھی رہتا ہے اور اس طرح وقت گزرتا رہا۔

زاگورا کو بھی ہر جتنے بادشاہ کے جلوں کے لئے شہزادے کے کنارے کھڑا ہونا پڑتا تھا اور بعد میں بھوکے دردوں والے میدان میں بھی ہٹھینا پڑتا تھا لیکن اب سبک خوش قسمتی ہمیشہ اس کے ساتھ رہا تھی۔ اور وہ قتل ہونے سے بچتا آیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ کسی بھی روز اپنا تک موت اسے آ رہے گی۔ لیکن اس معاملے میں وہ بے بس تھا۔

اور ایک روز وہ لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر واپس اپنے گھر کو جا رہا تھا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو اپنا تک اسے لوگوں کے شور اور جلاووں کے دھنسنے چلانے کی آوازیں سنائی دیا اور وہ سہم کر ایک بڑے درخت کے موٹے تنے کی آڑ میں چھپ گیا۔ اور پھر اسس کی

موت نہیں بڑھ آئی۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب انہیں آسانی سے کوئی نہیں پہچان سکتے گا۔ تو وہ دونوں اس گھر سے چلے آئے اور پھر زاگورا نے ایک خالی گھر پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ دونوں وہیں رہنے لگے۔ شہزادہ آتو شان تو اپنے ماں باپ کے اس طرح قتل کیے جانے پر اتنا اداں ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ مگر زاگورا نے ہمت نہ ہاری اور اس نے اپنے باپ والا پیشہ اپنا لیا۔ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آتا اور انہیں بیچ کر گزارہ کرتا۔ خود بھی کھانا اور شہزادہ آتو شان کو بھی کھلاتا۔

شہزادہ آہستہ آہستہ صحت یاب تو ہو گیا اور اس نے بھی زاگورا کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن زاگورا نے اسے سختی سے منع کر دیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شہزادہ گھر سے باہر نکلے۔ اور کوئی آدمی اسے پہچان لے۔ کیونکہ اس طرح اس کی موت یقینی تھی۔ پہلے تو شہزادے آتو شان نے بڑی ضد کی لیکن پھر زاگورا کے اصرار پر اسے ضد چھوڑنی پڑی اور اب وہ مستقل

آنکھوں نے عجیب تاٹا دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ دو عجیب و غریب ہاں پہنے ہوئے لڑکے شمالی پہاڑیوں کے اوپر کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک دیوانا آدمی تھا۔ جس کا چہرہ بے حد عجیب و غریب تھا۔ اور جلاد انہیں مارنے کے لئے کھانٹے لہراتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور پھر اس نے ان دونوں لڑکوں کے ہاتھوں میں عجیب و غریب قسم کے پھوٹے پھوٹے ہتھیار دیکھے۔ جن میں سے سرخ رنگ کی شعلہ نکلنے اور ایک زور دار دھماکہ ہوتا اور جلادوں کے جسموں کے پڑھے اڑ جاتے۔ وہ ہیرت سے یہ سب مناظر دیکھتا رہا۔ وہ لڑکے اور ان کا ساتھی اسی طرح آگ برساتے، جلادوں کو قتل کرتے پہاڑیوں سے نیچے اترے اور شاہی محل کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ شاہی محل کے دروازے کے قریب اپناک پانچوں نے درختوں پر سے ان پر منہبط جال پھینکے اور اس طرح وہ دونوں لڑکے اور وہ دیوانہ آدمی جال میں جکڑنے لگے۔ اور جلاد انہیں گھسیٹتے ہوئے شاہی محل میں گھستے چلے گئے۔ وہ دونوں عجیب و غریب ہتھیار وہیں پڑے رہ گئے۔

زاگورا چونکہ قریب ہی درختوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا

اس لئے جیسے ہی جلاد انہیں لے کر نکل میں گئے زاگورا نے درخت کی آڑ سے نکلا اور اس نے ہچٹ کر دونوں ہتھیار اٹھائے اور ایک بار پھر درخت کی آڑ میں چھپ گیا۔ اس نے یہ دونوں چھوٹے چھوٹے ہتھیار اپنے کتے کی جیبوں میں چھپا لئے۔ اب بتی کے لوگ ہی گھروں سے نکل کر شاہی محل کے سامنے جمع ہونے لگ گئے تھے۔ اس لئے زاگورا بھی درخت کی آڑ سے نکل کر ان میں شامل ہو گیا۔ جب اسے معلوم ہو گیا کہ آتے والوں کو قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے تو وہ وہاں اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ تاکہ شہزادہ آتو شان کو بھی اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیلات سنا سکے۔ اور وہ عجیب و غریب ہتھیار دکھائے۔

شہزادہ آتو شان نے بھی ہیرت سے اس کی باتیں سنیں اور وہ ہتھیار دیکھے لیکن ان دونوں کی سمجھ میں وہ نہ آسکے۔ اور چونکہ وہ اس سے نکلنے والی شعلہ سے ڈرتے تھے اس لئے انہوں نے اسے مزید نہ پھیرا۔

”چھاؤ بادشاہ تو انہیں فوراً قتل کر دے گا۔“ شہزادہ ہتو شان نے کہا۔

”ہاں یقیناً۔ اس کے بے شمار جلاد مارے گئے ہیں۔“

وہ مزدور انتقام لے گا۔" زاگورا نے جواب دیا۔  
 "جا کر پتہ تو کرو ان کے ساتھ کیا جوا نہ جاملے۔"  
 لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟" شہزادہ آٹو شان  
 نے کہا اور زاگورا یز خود میں ان کے متعلق معلوم کرنا  
 چاہتا تھا۔ سر بلاتا ہوا گھر سے نکل کر شاہی محل کی طرف  
 چل پڑا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو اس نے  
 دہاں لوگوں کو اکٹھا دیکھا جو آپس میں زور زور سے  
 باتیں کر رہے تھے۔ محل کے اندر بھی شور مچا ہوا تھا۔  
 اور پھر قریب جا کر اسے معلوم ہوا کہ اجنبی لوگوں کو  
 بادشاہ کے حکم پر اندھے کنوئیں میں پھینکا جا رہا ہے  
 وہ دہاں کافی دیر تک کھڑا رہا۔ جب دروازوں  
 نے انہیں اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ تو وہ  
 واپس آ گیا۔ اسے ان کی موت پر بے حد افسوس  
 ہوا تھا۔ اس نے گھر آ کر جب شہزادہ آٹو شان کو  
 یہ سب واقعہ بتایا تو شہزادہ آٹو شان بے اختیار  
 اچھل پڑا۔

"انہیں بچایا جا سکتا ہے زاگورا۔" شہزادہ  
 آٹو شان نے پڑے جوش لہجے میں کہا۔  
 "وہ کیسے۔ وہ تو اندھے کنوئیں میں پھینک

دیئے گئے ہیں۔" زاگورا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔  
 "اندھے کنوئیں کے نیچے پانی ہے اس لئے وہ  
 پانی میں گرنے کی وجہ سے پوٹ نکلنے سے تو  
 بچ گئے ہیں۔" شہزادہ آٹو شان نے کہا۔

"پلو بیچ گئے ہوں گے لیکن وہ وہاں سے  
 نکل کیسے سکتے ہیں۔ کنواں تو بے حد گہرا ہے۔  
 اور پھر وہ وہاں جھوک سے تڑپ تڑپ کر اُتر گا  
 مرنے لگے۔" زاگورا نے جواب دیا۔

"اس کنوئیں کی تہ کے قریب ایک خفیہ راستہ  
 موجود ہے۔ ہم اس راستے سے کنوئیں کی تہ میں  
 پہنچ سکتے ہیں اور پھر اس راستے سے ہی انہیں  
 باہر نکال سکتے ہیں۔ مجھے وہ راستہ معلوم ہے۔" شہزادہ  
 آٹو شان نے کہا۔

"مگر تم نے تو مجھے آج تک نہیں بتایا تھا  
 کہ ایسا راستہ موجود ہے۔" زاگورا نے حیران ہوتے  
 ہوئے کہا۔

اس وقت مجھے اس کنوئیں کے خیال سے ہی  
 خود آتا تھا۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر نہ  
 بتایا تھا۔ بہر حال میں وہ راستہ جاننا ہوں۔ اگر ہم

انہی کنویں کی تہہ میں چونکہ پانی کافی مقدار میں  
وجود تھا۔ اس لئے ان کے جسم پانی میں ڈوبتے  
پلے گئے۔ ڈمباؤ کا جسم پہلے ہی اس پانی میں تیرا  
پھر رہا تھا۔

ایسا ہی نیچے گرنے کی وجہ سے وہ بے ہوش  
ہو گئے تھے۔ لیکن پانی میں گرنے کے بعد جب  
آہستہ آہستہ پانی کی ٹھنڈک نے ان کے دماغوں  
پر اثر کرنا شروع کیا تو انہیں ہوش آنا شروع  
ہو گیا۔ اور پھر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد  
ڈمباؤ، چلو سک اور ملوسک مینوں ہوش میں آچکے  
تھے۔ البتہ وہ پانی پر تیر رہے تھے اور انہیں

انہیں بچا کر یہاں لے آئیں تو ہو سکتا ہے۔  
ان اجنبیوں کی مدد سے ہم چھٹا کو ہلاک کر کے  
تخت و تاج پر دوبارہ قبضہ کر لیں۔ " شہزادہ آتوشان  
نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ یہ لوگ مجھے بچہ  
بہادر ننگتے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے ان کے پاس  
اس جیسے اور بھی ہتھیار ہوں۔" زاگورا نے کہا۔

اور پھر شہزادہ آتوشان نے ایک بڑی سی  
چادر اٹھا کر اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹی اور  
زاگورا کے ہمراہ مکان سے باہر نکل آیا۔ وہ چونکہ  
کافی عرصے بعد مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس لئے  
وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے ہر چیز  
اس کے لئے نئی ہو۔ ان دونوں کا رخ شاہی محل  
کے شمالی حصے کی طرف تھا۔

ہی موت آسکتی ہے۔ درنہ چاہے انسان کو بتنی ہوئی آگ میں کیوں نہ ڈال دیا جائے۔ تب بھی انسان نہیں مرتا۔ اس لئے موت سے کسی کو نہیں ڈرنا چاہیے۔ موت تو اپنے وقت پر ہی آنے لگی چلو سک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی۔ دیکھو اس بادشاہ نے ہمیں کتنی بندی سے نیچے پھینکا ہے۔ اس کا خیال ہو گا کہ ہم گرتے ہی مر جائیں گے۔ لیکن ہم زندہ ہیں۔“ لیکن چلو سک ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے یہاں سے نکلنے کا تو کوئی راستہ ہی نہیں۔“ چلو سک نے کہا۔

”دیکھو چلو سک۔ ہم حق پر ہیں اور ایک ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ظالم کے خلاف لڑنے والوں کی اللہ تعالیٰ خود امداد کرتا ہے۔ اس لئے تم بے فکر رہو۔ کوئی نہ کوئی راستہ پیدا ہو ہی جائے گا۔ چلو سک نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر ابھی انہیں باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ان کے سروں پر ایک کھٹکا سا ہوا اور وہ تینوں چونک کر پڑے

ہر طرف گہرا اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔ کنوئیں کا منہ بھی چونک ڈھسکا ہوا تھا۔ اس لئے کنوئیں میں راشنی کی ایک باریک کرن تک داخل نہ ہو رہی تھی۔

”یہاں تو ہم بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے“ اچانک چلو سک کی رو دینے والی آواز گونجی

”بھوک کی بات تو اور ہے پیاس کے لئے پانی موجود ہے اور پھر یہاں پانی میں ہماری ایڑیاں کو رگڑا آئے گی ہی نہیں۔ اس لئے ہم مریں گے بھی نہیں۔“ چلو سک نے ہنستے ہوئے کہا اور چلو سک کے ساتھ ساتھ ڈمباؤ کے بھی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ اور چلو سک مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ ان کا خیال بدلنے کے لئے اس نے جان بوجھ کر ایسا فقرہ کہا تھا۔

”اس اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا مقصد تو آخر یہی ہو گا کہ ہم مر جائیں۔“ چلو سک نے کہا۔

”دیکھو چلو سک۔ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اس وقت



اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ اس دروازے تک پہنچا۔ اسی نوجوان نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا اور ٹوسک دروازے میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد چلوک بھی اس رسی کی مدد سے اوپر چڑھ گیا۔ اور اسے بھی نوجوان نے پکڑ کر کھینچ لیا۔ سب سے آخر میں ڈمبالو نے رسی پکڑی اور بڑی مشکل سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی دروازے سے گزر کر ایک غار میں پہنچ گیا۔ یہاں چلوک ٹوسک کے علاوہ دو اور نوجوان موجود تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں ڈمبالو کے اوپر چڑھ آئے کے بعد ایک نوجوان نے پھرتی سے رسی واپس کھینچی اور پھر دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دروازہ غائب ہو گیا۔ اب وہاں مضبوط اینٹوں کی دیوار تھی۔ اور کوئی قصور نہ کر سکتا تھا کہ یہاں بھی دروازہ ہو سکتا ہے۔

"تم لوگ کون ہو اور کیوں ہمیں یہاں لائے ہو؟" چلوک نے ان دونوں نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

دوسرے لمحے ان کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ کیونکہ کنوئیں میں اچانک روشنی کا سیلاب سا آ گیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔ ان کے سروں پر کنوئیں کی دیوار میں ایک دروازہ سا بن گیا تھا اور روشنی اسی دروازے میں سے آ رہی تھی۔

"اجنبی مہانوں۔ کیا تم زندہ ہو؟" اچانک ایک آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک نوجوان نے دروازے میں سے اندر جھانکا۔ اس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔

"ہاں ہم زندہ ہیں" چلوک نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکوے ہم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے۔" اسی نوجوان نے کہا اور پھر اس نے ایک موٹی سی رسی ان کی طرف پھینک دی۔

"میں نے اس کا دوسرا سرا مضبوطی سے بازو دیا ہے۔ تم اس رسی کے ذریعے اوپر چڑھ آؤ۔" شاہاش جلدی کرو۔ کہیں بادشاہ کے آدمی نہ آ جائیں" اسی نوجوان نے کہا اور سب سے پہلے ٹوسک نے رسی پکڑی اور دوسرے لمحے وہ رسی کی مدد سے

”ابھی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے۔ بعد میں باتیں کریں گے۔ اور پھر وہ ان میزوں کو ہمراہ لئے تیزی سے اس غار میں دوڑتے چلے گئے۔ کافی دیر بھاگنے کے بعد وہ غار کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ایک مضبوط سی دیوار تھی۔ ایک نوجوان نے یہاں بھی ایک کونے والی دیوار کی جڑ میں ایک آئبرے ہوسے پتھر پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہلکی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔ وہ اب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس دروازے سے باہر نکل گئے۔ باہر نکل کر اسی نوجوان نے جس نے دروازہ کھولا تھا دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ کو دبایا تو دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔ اب وہ شاہی محل کی بیرونی دیوار کے باہر موجود تھے اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ وہ بھاگتے ہوئے جلد ہی ایک کھلے میدان کو پار کر کے ایک آبادی میں داخل ہو گئے جہاں بہت سے چھوٹے چھوٹے گھر موجود تھے۔ چند لمحوں بعد چلوک ٹوسک اور ڈمبالا ان دونوں نوجوانوں کے پیچھے چلتے ہوئے ایک

گھر میں پہنچ گئے۔ ایک نوجوان نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ سب اندر ہی اندر سے باہر آ کر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ آپ باہیں کریں میں آپ کے لئے کھانے کی بندوبست کرتا ہوں۔ زاگورا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چلوک ٹوسک میں سے کوئی برتاؤ نہ آئے تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکلنا چلا گیا۔ اسی لمحے چلوک کی نظریں کونے میں رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز پر پڑیں جس پر ان دونوں کے پستول رکھے ہوئے تھے۔ چلوک نے بھیٹ کر دونوں پستول اٹھا لئے۔ پستول دیکھ کر ٹوسک بھی اچھل پڑا۔

”واہ واہ مزا آ گیا۔ ہمارے پستول بل گئے۔ ٹوسک نے ہاتھ بڑھا کر چلوک سے پستول لیا۔ اور پھر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

”مجھے زاگورا نے بتایا ہے کہ ان سے آپ نے بہت سے جلا دیا۔ ڈالے ہیں۔ یہ کیا ہے نہیں تو کوئی سمجھ نہیں آتی۔ زاگورا ہی انہیں اٹھا لایا تھا۔“ شہزادہ آلو شان نے کہا۔

دادیں گے " چلوک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا  
 " اور وہ آپ کو جاننے نہیں۔ ٹھہریئے پہلے میں نے  
 اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کرا دوں " آتو شان  
 نے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے وہ تمام  
 واقعات سنا دیئے۔ جس کے تحت بہ سالار چھانا  
 نے بغاوت کر کے اس کے والدین کو قتل کر دیا۔  
 اور کس طرح زاگورا کی مدد سے وہ پنج نکلا اور  
 اب چھپا ہوا ہے۔

" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جزیرے کے  
 اصل بادشاہ اب آپ ہیں " چلوک نے خوش  
 ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ہوں تو میں ہی لیکن چھانا اور اس کے  
 جلا دہے مد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگا  
 کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔ "

شہزادہ آتو شان نے کہا۔  
 " آپ بے فکر رہیں۔ چھانا ظالم ہے اور ظالم کا  
 انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھئے کہ ہم کس طرح  
 چھانا کو مزا دیتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کے سائے  
 جلا دوں کو ختم کر کے آپ کی بادشاہت کا اعلان

کر رہے ہیں۔ اور یہ جلا دہے مد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگا  
 کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔ "

شہزادہ آتو شان نے کہا۔  
 " آپ بے فکر رہیں۔ چھانا ظالم ہے اور ظالم کا  
 انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھئے کہ ہم کس طرح  
 چھانا کو مزا دیتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کے سائے  
 جلا دوں کو ختم کر کے آپ کی بادشاہت کا اعلان  
 کر رہے ہیں۔ اور یہ جلا دہے مد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگا  
 کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔ "

شہزادہ آتو شان نے کہا۔  
 " اور وہ آپ کو جاننے نہیں۔ ٹھہریئے پہلے میں نے  
 اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کرا دوں " آتو شان  
 نے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے وہ تمام  
 واقعات سنا دیئے۔ جس کے تحت بہ سالار چھانا  
 نے بغاوت کر کے اس کے والدین کو قتل کر دیا۔  
 اور کس طرح زاگورا کی مدد سے وہ پنج نکلا اور  
 اب چھپا ہوا ہے۔

" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جزیرے کے  
 اصل بادشاہ اب آپ ہیں " چلوک نے خوش  
 ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ہوں تو میں ہی لیکن چھانا اور اس کے  
 جلا دہے مد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگا  
 کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔ "

شہزادہ آتو شان نے کہا۔  
 " آپ بے فکر رہیں۔ چھانا ظالم ہے اور ظالم کا  
 انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھئے کہ ہم کس طرح  
 چھانا کو مزا دیتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کے سائے  
 جلا دوں کو ختم کر کے آپ کی بادشاہت کا اعلان  
 کر رہے ہیں۔ اور یہ جلا دہے مد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگا  
 کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔ "



مادی کر دی جاتے کہ جزیے کا یہ آدمی  
 ان میں پہنچ جائے تاکہ وہ سب اپنی آنکھوں  
 شہزادہ آتو شان کا عبرتناک حشر دیکھ سکیں۔ یہ  
 لے کر چانا واپس پہلا گیا۔ اور جلاو ان سب  
 لے کر گھر سے باہر نکل آئے۔

اب قبہاری موت مقتدر ہو چکی ہے اور میں تیر  
 پڑوسے جزیے کے لوگوں کے سامنے عبرتناک موت  
 ماروں گا۔ سردار چمانا نے غصے سے بیچھتے ہوئے کہا  
 مگر قبہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم اندھے کنوئیں سے  
 آزاد ہو کر یہاں آئے ہیں۔ ہلوسک نے حیرت  
 بھرے لہجے میں پوچھا۔

میرے ایک سپاہی نے قبہارے اس دیوں  
 ساتھی کو محل کی چھت پر پہرہ دیتے ہوئے دیکھ  
 یا تھا۔ چنانچہ اس نے جب مجھے اطلاع دی۔  
 تو میں نے اندھے کنوئیں کی پڑتال کی دہاں  
 موجود نہ تھے لیکن اس اشار میں تم غائب ہو  
 چکے تھے۔ میدان میں قبہارے کیلے پیروں کے  
 نشانات نے اس مکان تک رہنمائی کر دی اور  
 اس طرح میرے سپاہی یہاں تک پہنچ گئے۔  
 اور یہ بھی اچھا ہوا کہ یہاں آنے سے پہلے  
 سب سے بڑا دشمن شہزادہ بھی ہاتھ آ گیا۔ بادشاہ  
 چمانا نے کہا اور پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا  
 کہ ان سب کو میدان میں لے جا کر ان پر  
 بھوکے دندے چھوڑ دیئے جائیں اور پڑوسے جزیے

بدان کی ایک دیوار میں بڑے بڑے دروازے لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے بھوکے درندے قید تھے۔

”چلو سک۔ میں نے ایک ہاتھ کھول پایا ہے۔“  
ڈیالو نے جو چلو سک کے قریب پڑا ہوا تھا، خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”کھول لیا ہے تو جلدی سے اپنی اور ہم سب کی رسیاں کھول دو، چلو سک نے جواب دیا اور ڈیالو نے فوراً ہی اپنا دوسرا ہاتھ بھی رسیوں سے آزاد کرایا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ان دونوں کی رسیاں ہاتھوں سے پکڑ کر توڑ ڈالیں۔ اور وہ سب آزاد ہو گئے۔ اور عین اسی لمحے سردار چھانٹا بھی آ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے بھوکے درندوں کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا اور سپاہیوں نے اوپر سے ہی وہ بڑے دروازے کھول دیئے۔ اور دروازہ کھلتے ہی دو خوفناک شیر اور دو کالے رنگ کے رشتی پیتے دھاڑتے ہوئے باہر نکل آئے۔ چلو سک لوہک نے پھرتی سے اپنی جیبوں سے پستول نکال لئے تاکہ ان درندوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ لیکن دوسرے لمحے

میدان کے گرد بنی ہوئی اونچی میڑھیوں پر اس وقت جزیرے کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ چھانٹا کی طرف سے منادی ہونے پر وہ سب کام چھوڑ کر میدان میں پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہیں ذرا بھی دیر ہو گئی تو جلاہ انہیں فوراً قتل کر ڈالیں گے انہیں شہزادہ آتو شان کے زندہ ہونے کی خبر بھی مل گئی تھی۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ اب تو شہزادہ آتو شان بھوکے درندوں کا نوالہ بن جائے گا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ میڑھیوں پر جگہ جگہ مسلح جلاہ چوکنے کھڑے تھے۔ ایک طرف سردار چھانٹا کے لئے بڑا سا تختہ بچھا ہوا تھا اور وہ سب سردار چھانٹا کے انتظار میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اور سب کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں

یہ دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے کہ دونوں پستوں کے پلانے والے بن خراب ہو چکے تھے۔ وہ دب ہی نہ سہتے۔ شاید ان کے ہرنگ خراب ہو گئے تھے۔ زاگور نے انہیں پلانے کے لئے غلط طور پر اور ٹیڑھا ٹیڑھا کر کے دبایا تھا اس لئے وہ خراب ہو گئے تھے۔

”اوہ۔ مارے گئے۔ ہمارے پسنول خراب ہو گئے ہیں چلو سک ٹوسک نے چیخنے ہوئے کہا۔

”ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ میں ان درندوں سے لڑنا ہوں اپنا ایک ڈمبالو نے چیخنے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بے انتہا ڈمبالو کے چیخنے ہو گئے۔ درندے آزاد ہوتے ہوئے دھاڑنے ہوئے ان کی طرف بکے۔ لیکن ڈمبالو تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ شاید ہنسک ٹوسک اور دوسرے ساتھیوں کو بچانا چاہتا تھا۔ درندے کبھی بڑھنا دیکھ کر سب درندے اس کی طرف منوج ہو گئے۔ اور پھر ان سب نے ایک رت دھاڑتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر اس نے پہلے کہ وہ اس کے قریب آئے، ڈمبالو نے اپنا ایک پھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا ایک طرف جا کھڑا ہوا اور درندے چونکے۔ ان کے منہ سے اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دھاڑتے ہوئے ایک دوسرے سے ہوا

تھے۔ اسی لمحے ڈمبالو بھلی کی سی تیزی سے ان پر بھینٹا اور پھر اس نے ایک پھینٹے کی ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرے لمحے اُسے یوں ہوا میں گھمایا جیسے لاشی گھاتے ہیں اور پھینٹے کا جسم باقی درندوں سے ٹکرا گیا اور وہ درندے اس سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ اسی لمحے ڈمبالو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھینٹے کی ایک ٹانگ کو پھرتی سے پیر کے نیچے دبایا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹانگ کو پوری قوت سے کھینچا اور پھینٹے کے سعلق سے بڑھی کر ہانک دھاڑ نکلی۔ اور اس کا جسم درمیان سے چرنا چلا گیا۔ اس لمحے باقی درندوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ڈمبالو نے اس پھینٹے کو ایک طرف پھینکا اور ایک شیر نے اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پھرتی سے اٹھایا اور اپنے جسم سے ٹکرانے والے دوسرے شیر پر مارا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے لات لگا کر دوسرے پھینٹے کی پسلیوں پر ماری اور وہ خوفناک چیتا اس کی لات کھا کر لڑھکتا ہوا دور جا گیا اور ڈمبالو نے ایک لات نیچے کر کے پھینٹے شیر کی گردن پر رکھ کر دونوں ہاتھوں میں پکڑے

ہوئے شیر کے جسم کو پوری قوت سے اٹھا کر زمین پر مارا اور پھر اس نے اپنے پیر کے نیچے پھرتے ہوئے شیر کی دونوں ٹانگیں پھریں اور اسے گھا کر پہلے شیر پر زور سے دے مارا۔

”بچو ڈمبالو“ اچانک پلوسک نے چیخ کر کہا اور وہ سیاہ رنگ کا پیتا جولاٹ کھا کر ایک طرف جا گرا تھا، اور اب پشت پر سے حملہ کر رہا تھا اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور ڈمبالو کے اچانک ایک طرف ہٹنے سے وہ اس شیر پر جا گرا جو نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی لمحے ڈمبالو نے دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شیر کو ایک بار پھر گھا کر ان دونوں پر سے مارا۔ شیر اور پیتے بڑی طرح دھاڑ رہے تھے مگر ڈمبالو انہیں یوں گھا گھا کر پھینک رہا تھا جیسے وہ شیر پیتے نہ ہوں چھوٹے چھوٹے کھلونے ہوں۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا شے کے مخالف سمتوں میں پھیلا دیا اور اس کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شیر کا جسم دو حصوں میں چتر چلا گیا۔ اور ڈمبالو نے اسے ڈوب اٹھال دیا۔ اب مرت ایک شیر اور ایک پیتا مقابلے میں

رہ گئے تھے۔ اور پھر ڈمبالو بھلی کی سہا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ان دونوں پر بیک وقت چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے شیر اور پیتا اس کی بفلوں میں رہے ہوئے زمین سے اٹھتے چلے گئے۔ اس کی ایک ہٹل میں شیر کی گردن اور دوسری ہٹل میں پیتے کی گردن دبی ہوئی تھی اور ان کے دھڑ ہوا میں پھڑک رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کو پنجوں سے زخمی کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ڈمبالو نے زور سے نعرہ مارا اور اپنے دونوں بازوؤں کو پوری قوت سے دبا دیا اور پھر انہیں یوں پھینک دیا جیسے وہ پتھر کیلے ہوں۔ میدان میں بیٹھے ہوئے سب لوگ حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں کی اس خوفناک جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کی بے پناہ طاقت اور پھرتی پر حیران تھے کہ اس نے کس طرح اکیلے ہی دو خوفناک شیروں اور دو سیاہ چیتوں کو مار ڈالا سردار چھاننا بھی حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں کی یہ لڑائی دیکھ رہا تھا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی انسان اتنا طاقتور ہو سکتا ہے۔ شیروں اور چیتوں کو مارنے کے بعد ڈمبالو فاشمانہ نعرے لگاتا ہوا

تیزی سے میدان کے اس کونے تک بڑھتا چلا گیا۔ جدر سردار چھانا اوپر تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا۔ اپنا تک ڈمبالو نے زور وار پھلانگ ماری اور وہ جیسے ہوا میں اڑتا ہوا میدان کی اونچی دیوار پار کر کے ان سیڑھیوں پر جا کھڑا ہوا جہاں چھانا کا تخت بچھا ہوا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جھپٹ کر چھانا کی گردن ایک ہاتھ میں پکڑی اور اُسے لئے ہوئے دوبارہ میدان میں پھلانگ لگا دی۔ چھانا کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ میدان میں آتے ہی ڈمبالو نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر چھانا کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور پھر اس نے اچھل کر دونوں پیر پوری قوت سے اس کے سینے پر مارے اور چھانا کے حلق سے کرناک بیخج نکلی اور اس کا سینہ پچھتا چلا گیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کے فوارے بہہ نکلے اور وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو گیا۔

”لوگو! ان جلادوں پر ٹوٹ پڑو۔ یہ تہانے اہل بادشاہ آتو شان کا حکم ہے۔ ان سے انتقام لو۔“  
اپنا تک ڈمبالو نے چیختے ہوئے کہا اور لوگ جو حیرت

سے بت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ چھانا کو مرتے دیکھ کر اور ڈمبالو کی آواز سن کر اپنا تک اُٹھنے اور پھر وہ سب درمیان میں کھڑے جلادوں پر ٹوٹ پڑے۔ جلادوں نے اپنے دفاع کے لئے تلواریں چلائیں لیکن وہ بیک وقت کتنے آدمیوں کو مار سکتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ لوگ ان سے چھٹا گئے اور چند ہی لمحوں بعد انہوں نے سارے جلادوں کی بوٹیاں اڑا دیں۔

اس طرح ظالم چھانا اور اس کے جلادوں کا خاتمہ ہو گیا اور پھر سب لوگوں نے خوشی سے تاجپن شروع کر دیا۔ وہ بادشاہ آتو شان کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور پھر وہ سب میدان میں کود پڑے اور انہوں نے آتو شان کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ چلو تک ملو تک کو بھی لوگوں نے اٹھا لیا۔ مگر ڈمبالو ان سے نہ اٹھ سکا۔ وہ اس کے ہاتھ چومنے لگے۔ اس طرح یہ جلوس خوشی سے اچھلتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا شاہی محل پہنچ گیا۔ اور پھر آتو شان کی باقاعدہ تاجپوشی کی گئی اور پورے جزیروں میں جشن منایا جانے لگا۔ ہر شخص نے



بچوں کے لئے چلو سک ملوسک کا ایک اور شاہکار ناول

# چلو سک ملوسک اور جناتی قلعہ

مصنف :- منظر کلیم انجم - اسے

- جس سے زیادہ موٹی اور اونٹنی سے زیادہ اونچی جنوں کی شہزادی زر تادم جو تالیاں بجاتی تھی تو سیکڑوں ڈھولوں کی وقت بچنے لگتے تھے۔
- شہنشاہ جنات، جو اپنی بیوی ملکہ عالیہ کی آواز سننے ہی خوف سے کانپنے لگتا تھا۔
- جنوں کی ملکہ، ملکہ عالیہ، جسے جب غصہ آتا تھا تو اس کی ناک سے پھر سے جوئے سا نڈھ جیسی آوازیں نکلنے لگتی تھیں۔
- جناتی قلعہ جس میں داخل ہونے والوں کو سانپوں سے بھری ہوئی اندھیری غاریں پھینک دیا جاتا تھا۔
- چلو سک ملوسک جناتی قلعہ میں داخل ہوتے ہی پکڑے گئے اور انہیں اندھیری غاریں پھینکنے کا حکم دے دیا گیا۔
- ڈمبالو جسے شہنشاہ جنات کے حکم سے زندہ دیوار میں جن دیا گیا۔
- جنوں کی شہزادی جو چلو سک ملوسک کو لینے گئی اور پھر وہ چلو سک ملوسک کے ساتھ ہی اندھیری غاریں کو دے پر تیار ہو گئی۔

انتہائی دل سے چھپ اور فہم ہوں سے بھر پور کہانی

ناشران - پروفیسر براؤنر پبلشرز بکسٹریز پاک گیٹ ملتان

المینان کا سانس لیا۔ آتو شان نے بادشاہ ہنٹے ہی ڈاکوڑا کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور چلو سک ملوسک اور ڈمبالو کو شاہی مہاتوں کا درجہ دیا گیا۔ اور پورے ملک میں تین روز تک جشن منانے کا حکم دے دیا۔

چلو سک ملوسک اور ڈمبالو بھی بے حد خوش تھے کہ ان کی دہر سے ایک ظالم کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم سے نجات مل گئی۔ چلو سک نے فرصت ملنے ہی سب سے پہلے اپنے پستول مرستہ کئے۔ اور پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ مل کر جشن منانے میں مصروف ہو گئے۔ خوشی اور مرستہ کا جشن - پورا ہرزہ خوش تھا کہ انسان تو انسان درخت تک خوشی سے جھوم رہے تھے۔ وہ بھی میلاد بادشاہ کے خاتمہ پر ہزیمے کے ہونے والوں کے ساتھ مل کر جھوم رہے تھے۔ ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی۔ مرستہ ہی مرستہ۔

ختم شد



بچوں کے لئے دیکھیے اور خوبصورت ناول

پہلی صورت لکھ	فیصل شہزاد کے کارنامے	چلوںک ٹولک کے کارنامے
پیرا امن طوطا	خونک نقاب پرش	چلوںک ٹولک
ملازمن کی شادی	پڑا راز گنا	چلوںک ٹولک بہتر سے ہیں
خاندان دیو	خونک گروں	چلوںک ٹولک جنت میں
عزیز کی موت	بھوت لایا	چلوںک ٹولک کی شامت
ملازمن اور شہزادی گہ	خدا جہمی	چلوںک ٹولک اور عزیز
ظالم مردہ لڑش	کالا کلب	چلوںک ٹولک ظلم پر شہزادیں
سبیل دیو	موت کا نقبہ	چلوںک ٹولک اور زنا دیو
ملازمن اور چور اور قہیل	موت کا چنہ	چلوںک ٹولک اور چلوںک ٹولک
ایک نئی شہزادی	الٹی چالی	چلوںک ٹولک اور شہزادی دیو
عزیز کی شادی	چاند بٹھے	چلوںک ٹولک کے دشمن
ملازمن پتھر سے ہیں	خونک بنگر	چلوںک ٹولک اور ٹولک شہزادی
پروٹوں کی شہزادی	جاگوس فرم	چلوںک ٹولک اور ادا نائن
ملازمن اور خونک گاہک	آنگھو بانگھو کے کارنامے	چلوںک ٹولک ملازمن اور خونک گاہک
عزیز اور سوہ جاوگر	بھنگو بانگھو	چلوںک ٹولک اور ملازمن بادشاہ
شہزادی	آنگھو بانگھو سنہ میں	چلوںک ٹولک کے کارنامے
ملازمن اور باقی قبیلہ	آنگھو بانگھو پرستان میں	چلوںک ٹولک
شہزاد اور سوہ جاوگر	آنگھو بانگھو سرخ نلے میں	چلوںک ٹولک اور نظام بانگھو
ملازمن اور پتھر گرا کر ٹپ	آنگھو بانگھو اور گنگ شہزادی	چلوںک ٹولک اور خونک گاہک بولے
من مونی جانا	آنگھو بانگھو جاو جاو شہزادی	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
بے وقت شہزادہ	آنگھو بانگھو جاو جاو	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
بندو ب کا دوست	آنگھو بانگھو اور آنگھو شہزادی	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
سہوڑوں کا ناچ	آنگھو بانگھو شہزادی کی رانی میں	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
ملازمن کی شکست	بچوں کی دیگر کتب	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
ملازمن اور ملازمن جانی	لان منٹا ہی	چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
شہزادی چور نا اور زنا دیو		چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر
عزیز اور پتھر جاوگر		چلوںک ٹولک اور پتھر گرا کر

لوئس فیروڈز  
پبلشرز، بکسلرز  
ہاک گیٹ ملتان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM